اہلِ علم تھے۔منقولات میں بھی دسترس رکھتے تھے۔حکمت و فلسفہ، منطق و ہیئت، ہندسہ و ریاضی، نجوم و رمل، حساب و طلسمات، نیز نجات اور جراثقال کے ماہر تھے۔علاوہ ازیں عربی ادب، تفسیر اور حدیث میں نظر تھی۔ یہ وہی ماہر معقولات ہیں، جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اگر تمام علومِ عقلیہ، یعنی منطق و فلسفہ اور حکمت وغیرہ پر مشتمل کتابیں اس دنیا سے ناپید ہو جاتیں تو وہ اپنے حافظے کے زور سے ازسرِنو ان علوم کو زندہ کر سکتے تھے۔ میر فتح اللہ شیرازی نے علامہ جلال الدین محقق دوانی، میر صدرالدین شیرازی، میر غیاث الدین منصور، میرزا جان میر اور دیگر علمائے متاخرین کی تصنیفات کو علمائے ہند سے متعارف کرایا اور اس ملک کی درس گاہوں کے نصاب میں داخل کرایا۔(۱) اکبر ان کی انتہائی تکریم کرتا تھا۔اس نے ان کو ۹۹۳ھ میں قیامِ لاہور کے زمانے میں امین الملک کا خطاب عطا کیا تھا۔ مالی معاملات اور پیمائش زمین کے سلسلے میں وہ بے شمار معلومات رکھتے تھے۔راجہ ٹوڈرمل بھی اس کا ماہر تھا۔اکبر نے ٹوڈرمل کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ اس ضمن میں جو قدم اٹھانا چاہے، میر فتح اللہ شیرازی کے حکم سے اٹھائے۔میر فتح اللہ شیرازی نے ۹۹۷ھ کو کشمیر سے اکبر کی واپسی کے زمانے میں ماندوجان کے مقام پر وفات پائی اور کوہِ سلیمان میں مدفون ہوئے۔

۲۔ شیخ سعداللہ لاہوری:

یہ عہدِ اکبری کے مستند اور نامور علماء میں سے تھے۔ایک عرصہ تک لاہور میں مسندِ تدریس پر متمکن رہے۔انہیں تصوف و طریقت سے بھی لگاؤ تھا۔

۳۔ قاضی صدرالدین جالندھری لاہوری:

یہ مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری کے شاگرد تھے۔ متبحر اور فاضل بزرگ تھے۔ عہدِ اکبری میں لاہور کے منصبِ قضا پر بھی متعین رہے۔ بعد میں صوبہ گجرات کے علاقہ بھڑوچ کے قاضی مقرر ہوئے۔انہوں نے ۹۹۰ھ کو وفات پائی۔

۴۔ شیخ اسحاق بن کاکو:

یہ بھی مفتی عبدالسلام لاہوری کے اساتذہ میں سے تھے۔ جامع جمیع علوم، متبحر، متوکل علی اللہ، متورع اور صوفی بزرگ تھے۔ ہمیشہ مشغولِ عبادت رہتے تھے۔(۲)

۱۔ مآثر الکرام، دفتر اول، ص ۲۲۸، ۲۲۹۔ ۲۔ منتخب التواریخ، ج ۳، ص ۵۱۔